خطبات

حکیم العصر

۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکیم العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے

علمی خطبات کا حسین مجموعہ

خطبات حکیم العصر

جلد سوم

مکتبہ شیخ لدھیانوی

باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں

ضابطہ

نام کتاب: .... خطبات حکیم العصر (سوم)

خطیب:............... حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

اہتمام: .... استاد العلماء مولانا مفتی ظفر اقبال مدظلہ

ترتیب: .... مولانا محمد عمران

تخریج: .... ایضاً

تصحیح: .... مولانا مفتی محمد عارف

ضخامت: .... صفحات

تعداد 1100

اشاعت دوم:.......... جون 2007

قیمت: .... 200 روپے

واحد تقسیم کنندگان

مکتبہ شیخ لدھیانوی باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں

فون: 0300-6804071

برائے رابطہ مولانا اقبال صاحب 0306-4181660

مولانا شریف صاحب 0300-7807639

پالا اور ہمارے اندر تو نے اپنی عمر کے کئی سال گزارے اور آگے کہا

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ☆

اور پھر تو نے جو کرتوت کیا تھا تجھے یاد ہے؟ اور تو ناشکروں میں سے تھا کہ ہمارا کھایا اور ہمارا آدمی مارا، فرعون نے الزام دیا نہ؟ موسیٰ علیہ السلام سے ایک بات ہوئی تھی اور فرعون نے فوراً جتادی۔

موسیٰ علیہ السلام کا دندان شکن جواب

یہ علیحدہ بات ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں ایسا دندان شکن جواب دیا کہ جس کے بعد فرعون پھر یہ بات زبان پہ نہیں لا سکا....اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی صفائی دی اور یہ کہا ٹھیک ہے مر گیا تھا میرے ہاتھ سے، اور اس وقت میں سمجھتا تھا میری غلطی ہے....لیکن پھر میں تم سے ڈر کے بھاگ نہیں گیا تھا

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ ☆☆ میں تم سے ڈر کے بھاگ نہیں گیا تھا اور آج میں اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں اگر میں اللہ کا بھیجا ہوا نہ ہوتا تو آج میرے ساتھ کون سی فوج ہے؟ کہ اس وقت تو ڈر کے بھاگ گیا آج تمہارے سامنے آیا کھڑا ہوں۔

اور تو مجھے ایک آدمی کے مارنے کا الزام دیتا ہے ...اور خود ساری قوم کو غلام بنائے بیٹھا ہے ...ساری قوم کو ہلاک کر کے رکھ دیا ہے ....تیرا منہ ہے کہ تو مجھے ایک آدمی کا طعنہ دے....کہ ایک آدمی میرے ہاتھ سے مر گیا،...اور وہ جو مرا تھا وہ بھی تو اس لئے مرا تھا کہ تو اور تیری قوم ان پر ظلم کرتی تھی ...اس لئے میرے ہاتھ سے وہ مر گیا....تو کون سے الزام کی بات ہے؟

تو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں اپنی اس بات کو اچھی طرح سے صاف کیا کہ بعد میں جتنی دیر تک موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ چلتا رہا کسی جگہ بھی

☆ (سورہ شعراء۔آیت ۱۹)

☆☆ (سورہ شعراء۔آیت ۲۱)

یہ اشارہ موجود نہیں کہ فرعون نے کہا ہو کہ تو نے یہ غلطی کی، موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح سے اپنی صفائی دی اور بالکل بات اچھی طرح سے حقیقت کے طور پر ثابت کر دی۔

لیکن میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ دیکھو ایک بات ہوئی تھی..کہ جب انہوں نے آ کر اپنے آپ کو اللہ کا نمائندہ قرار دیا تو فرعون نے فوراً وہ غلطی یاد دلا دی۔ اس طرح سے اگر انبیاء علیہم السلام سے کوئی غلطیاں اس قسم کی ہوتیں ...چاہے اندر خانہ وہ کچھ ہوتے.. لیکن معاشرہ کہہ سکتا تھا کہ آج تم ہمیں جھوٹ بولنے سے روکتے ہو کل تم جھوٹ بولتے تھے....آج تم ہمیں چوری کرنے سے روکتے ہو کل تو تم چور تھے...آج ہمیں کہتے ہو کہ غریبوں پہ ظلم نہ کرو کل تو تم ظلم کرتے تھے....اس قسم کے الزام سے بچانے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ پہلے دن سے ہی انبیاء علیہم السلام کی حفاظت کرتے ہیں اور ان سے کوئی اس قسم کی حرکت صادر نہیں ہونے دیتے....جو کسی وقت کوئی الزام کے طور پر ان کو یہ کہہ سکے کہ تم نے اس وقت فلاں بات کی تھی آج کس منہ کے ساتھ ہمیں کہتے ہو کہ تم یہ نہ کرو....اس لئے انبیاء علیہم السلام کا منصب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کسی قسم کا گناہ ہونے نہیں دیتا چونکہ آنے والے وقت میں اس کو نمونہ بنانا ہوتا ہے اور وہ نمونہ صحیح طور پر تبھی بنیں گے جس وقت ان کا اپنا کردار اتنا صاف ہو کہ کوئی الزام نہ دے سکے۔

حضور ﷺ کے کردار کی صفائی مشرکین مکہ کی زبانی

جیسے حضورؐ نے جب مشرکین کے سامنے بات کی، بات کرنے کے بعد مشرکین نے یہی کہا تھا کہ ہم نے آپ کو بار بار آزمایا کبھی بھی آپ کو جھوٹا نہیں پایا اس لئے آپ جو بات کہیں گے وہ صحیح ہو گی تو یہ امانت، یہ دیانت، یہ سچائی اتنی واضح تھی سرور کائناتؐ کی، کہ مشرکین بھی اس کے اوپر کوئی کسی قسم کی انگلی نہیں رکھ سکے۔ تو انبیاءؑ کے معصوم ہونے کا عقیدہ یہ بھی ضروریات دین میں سے ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ صادر نہیں ہوا کرتے۔

معصیت کی حقیقت

اور ایک بات یاد رکھیے کہ معصیت کہتے کسے ہیں؟ گناہ کیا ہوتا ہے؟ اس کو سمجھنے کے بعد پھر انبیاءؑ کے متعلق جو بعض واقعات پیش آئے ہوئے ہیں ان کی توجیہ آسان ہو جائے گی۔ معصیت کا معنی یہ ہوا کرتا ہے کہ انسان اپنے قصد اور ارادے کے ساتھ جانتے بوجھتے ہوئے کہ یہ اللہ کے حکم کے خلاف ہے، جانتے بوجھتے ہوئے اس کام کو کرے معصیت سمجھتے ہوئے اس کام کو کرے یہ ہے اصل کے اعتبار سے گناہ، اور اگر کچھ ایسا مغالطہ لگ گیا کہ یاد ہی نہیں رہا کہ اللہ نے یہ حکم دیا ہے، نسیان ہوگیا... یا اپنے طور پر اچھا کام کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن نتیجتاً کوئی کام خراب نکل آیا....، جیسے موسیٰؑ نے اچھا کام کرنے کی کوشش کی تھی لیکن نتیجۂ آدمی مرگیا....قرآن کریم کہتا ہے کہ آدمؑ کو یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اللہ نے روکا ہے یا یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اللہ نے فرمایا تھا کہ شیطان تیرا دشمن ہے....اس کی بات نہ ماننا اور شیطان قسمیں کھا کے دھوکے دے گا۔

انبیاء سے لغزش ہوسکتی ہے

اچھے جذبے کے تحت ایک کام کیا جائے لیکن انسان ہونے کی وجہ سے نسیان طاری ہو جائے کوئی اور اس قسم کا شبہ ہو جائے کہ نتیجہ اس کے مطابق اچھا نہ نکلے اس کو لغزش کہتے ہیں...اس کو معصیت نہیں کہتے...لغزش کا معنی ہوتا ہے پاؤں پھسل جانا، جیسے آپ چلتے ہیں آپ کا ارادہ گرنے کا نہیں ہوتا لیکن اچانک پاؤں پھسل جاتا ہے...آپ گر جاتے ہیں اس کو لغزش کہا جاتا ہے

لغزش انبیاء سے ہوسکتی ہے اجتہادی طور پر...، اپنے طور پر کوشش کریں گے کہ کام اچھا ہو لیکن کسی وجہ سے کوئی بات چوک گئی اور وہ کام ایسا ہوگیا جو اللہ کو پسند نہیں.....لیکن اس کے باوجود فوراً اللہ کی طرف سے مطلع کیا جاتا ہے تاکہ وہ کام کسی کیلئے نمونہ نہ بنے غلطی پر نبی کو برقرار نہیں رکھا جاتا۔

انبیاء کے واقعات کی بہترین توجیہ

تو انبیاءؑ کے واقعات جو قرآن کریم میں نقل کئے گئے یا حدیث شریف میں نقل کئے گئے جن سے بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان سے کوئی غلطی ہوگئی تھی۔ گناہ ہوگیا تھا اور اللہ

نے اس پر گرفت کی ہے حقیقت کے اعتبار سے وہ معصیت نہیں بلکہ اس کو لغزش کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے وہ قصداً اللہ کی فرمانبرداری ہی کرتے ہیں ارادۃً وہ اچھا کام ہی کرتے ہیں لیکن کوئی بھول چوک ہو جائے....اجتہاد کے اندر کسی قسم کی خطاء ہو جائے ایسے طور پر ہوسکتا ہے اور فوراً اللہ کی طرف سے تنبیہ کے ذریعے ان کو سنبھال لیا جاتا ہے اور ان کو اس غلطی کے اوپر برقرار نہیں رہنے دیا جاتا تا کہ ان کی یہ بات آنے والے لوگوں کیلئے کسی قسم کا نمونہ نہ بنے۔فوراً ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ یہاں لغزش ہوئی اور وہ انبیاء سنبھل جاتے ہیں۔

اور سنبھلتے بھی اس طرح سے ہیں کہ اللہ کے سامنے جتنا نبی ڈرتا ہے اور جتنا نبی اللہ کے سامنے روتا ہے مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں روتا اس کی حقیقت بھی یہ ہے خَوْفُ الْعَبْدِ قَدْرَ التَّقَرُّبِ بندہ جتنا مقرب ہوا کرتا ہے ڈرتا اتنا ہی زیادہ ہے یہ بھی ایک اصول ہے جتنا اللہ کا مقرب زیادہ اتنا ہی اللہ سے زیادہ ڈرے گا۔

عصمتِ انبیاء پر دوسری دلیل

گناہ اگر ہم سے صادر ہوتا ہے تو اس کے دو سببوں میں سے ایک سبب ہوتا ہے یا تو انسان کو علم نہیں ہوتا کہ یہ برا کام ہے اس لئے انسان کر بیٹھتا ہے یا علم ہوتا ہے لیکن خوف نہیں ہوتا اللہ سے ڈرتا نہیں....ہم جانتے بوجھتے ہوئے گناہ کرتے ہیں اس لئے کہ دل میں خوف نہیں ہوتا...لیکن نبی جو ہوا کرتا ہے وہ اپنے وقت کے انسانوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوتا ہے اور صحیح علم رکھنے والا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوتا ہے....اس لئے نبی اپنے قصد اور ارادے کے ساتھ کبھی بھی ایسا کام نہیں کر سکتا جس میں اللہ کی نافرمانی ہو۔ ہاں البتہ ارادہ نیک ہو گا نیت نیک ہوگی اپنے طور پر کام اچھا سمجھ کے کریں گے لیکن پھر اگر کسی قسم کی بھول چوک ہو جائے تو اس کو معصیت نہیں کہتے اس کو لغزش کہتے ہیں۔